عقلمند اور چالاک
(مشرق کے جانوروں کی کہانیاں)
کلا تھیرانی

ISBN 978-81-237-3025-7

پہلا اردو ایڈیشن: 1984 (ساکا 1906)
دوسری طباعت: 2000 (ساکا 1921)
تیسری طباعت: 2012 (ساکا 1934)
چوتھی طباعت: 2013 (ساکا 1935)

The Wise and the Wily (Urdu)

قیمت: 25.00

ناشر: ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا
5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوشنل ایریا، II،
وسنت کنج، نئی دہلی۔110070

Website : www.nbtindia.gov.in

نہرو بال پستکالیہ
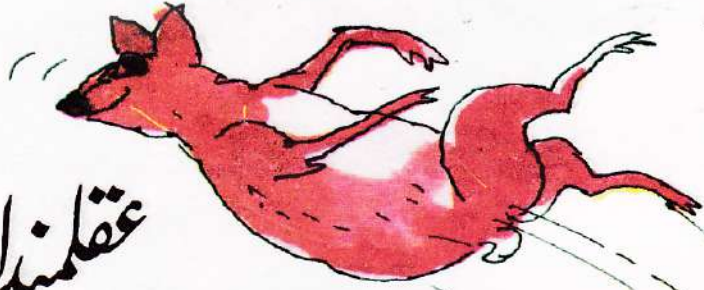
عقلمند اور چالاک

(مشرق کے جانوروں کی کہانیاں)

کلا تھیرانی

مصوّر

پلک بسواس

مترجم

صادقہ ذکی

एकः सूते सकलम्

NBT, INDIA

نیشنل بُک ٹرسٹ انڈیا

خرگوش کی عقلمندی

یہ اس دوپہر کی بات ہے جب تیز اور چمکیلا سورج سر پر تھا۔ شیر جو جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے، ایک درخت کے نیچے لمبی تانے لیٹا تھا۔ روز روز کے شکار نے جیسے تھکا دیا تھا۔

اس نے سوچا: "میں جانوروں کا بادشاہ ہوں۔ پھر اپنا پیٹ پالنے کے لیے میں اتنی محنت کیوں کروں ؟"

یہ سوچتے ہی اس نے تمام جانوروں کو حکم دیا کہ وہ رات ہونے سے پہلے پہلے اس کے گھر (کچھار) کے قریب جمع ہوجائیں۔ جب جانور اکٹھے ہوئے تو اس نے کہا: "میں روزانہ اپنے پیٹ بھرنے کے لیے شکار کرتا ہوں اور اس لیے تم جنگل میں گھومنے پھرنے سے ڈرتے ہو۔ اگر تم میں سے کوئی ایک ہر صبح میرے پاس آجائے تو پھر مجھے شکار نہیں کرنا پڑے گا اور اس طرح تم لوگ بھی

بنا کسی ڈر اور خوف کے آجا سکتے ہو۔ میں آج ہی تمھارا جواب چاہتا ہوں۔"
تمام جانور اس فیصلے پر راضی ہو گئے کہ یہ سچ مچ ایک اچھا انتظام تھا۔ لیکن وہ یہ فیصلہ کیسے کرتے کہ ان میں سے پہلے کسے جانا چاہیئے ؟
کافی سوچنے کے بعد انھیں ایک ترکیب سوجھی کہ ہر شام وہ ملیں گے اور پرچی ڈال کر یہ فیصلہ کریں گے کہ شیر کی خوراک کون بنے ؟
یہ ترکیب اچھی رہی۔ شیر کو روزانہ کھانا ملنے لگا اور جانور آزادی سے گھومنے پھرنے لگے۔ وہ اب اتنے زیادہ خوش تھے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔
پھر ایک دن وہ آیا جب خرگوش کی باری آئی۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھ جیسے چھوٹے سے جانور سے شیر کا کیا بھلا ہوگا۔
ہرن نے کہا: "بے وقوف مت بنو۔ کبھی کبھار تھوڑا کھانا بھی معدے کے لیے اچھا ہوتا ہے۔"
دوسرے جانوروں نے بھی اس پر زور دیا کہ خرگوش کو ضابطے کی پابندی کرنا چاہیئے۔

"ٹھیک ہے، میں جاؤں گا" خرگوش نے کہا: "لیکن تم دیکھ لینا کہ میں کل واپس آجاؤں گا۔"
سب اس پر ہنس پڑے۔

تمام رات خرگوش خیالوں میں کھویا ہوا ادھر اُدھر ٹہلتا رہا۔ وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔
"اس ظالم سے بچ نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ہونا چاہیئے۔" اس نے اپنے آپ سے کہا۔
صبح تک اس کے ذہن نے ایک ترکیب سوچی اور پھر وہ سو گیا۔

جب وہ جاگا تو دن چڑھ چکا تھا۔ ہلکے ہلکے قدموں کے ساتھ وہ اپنے سفر پر چلا۔ جیسے ہی وہ شیر کے کچھار کے پاس پہنچا تو زور سے چلایا۔ "بادشاہ سلامت دیکھیے، آخر کار میں آ ہی گیا۔"

شیر اپنے بھٹ سے نکل کر باہر آیا تو اس کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو رہا تھا۔ وہ صبح سے انتظار کر رہا تھا اس لیے ایک چھوٹے سے خرگوش کو دیکھ کر اس کی جان ہی تو جل گئی۔ وہ تو ایسے ایک درجن خرگوش ایک ہی بار میں ہڑپ کر سکتا تھا۔

اس چھوٹے سے جانور کو اپنے پنجوں میں پکڑ کر وہ گرجا: "تمھیں اتنی دیر تک مجھے انتظار کرانے کی ہمّت کیسے ہوئی؟"

"سنیے مالک سنیے!" خوف سے لرزتے ہوئے خرگوش نے کہا: "میں صبح سویرے چلا تھا لیکن راستے میں مجھے ایک بڑے شیر نے پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ وہ جنگل کا بادشاہ ہے اور تمام جانوروں کو اس کا حکم ماننا چاہیئے۔"

شیر نے خرگوش کو چھوڑ دیا۔ اس کی بھوک غائب ہو گئی۔
"میں اس جگہ کا مالک ہوں۔ مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی اور جاندار نہیں ہے۔ چلو اس جانور کو مجھے دکھاؤ!" وہ گرجا۔
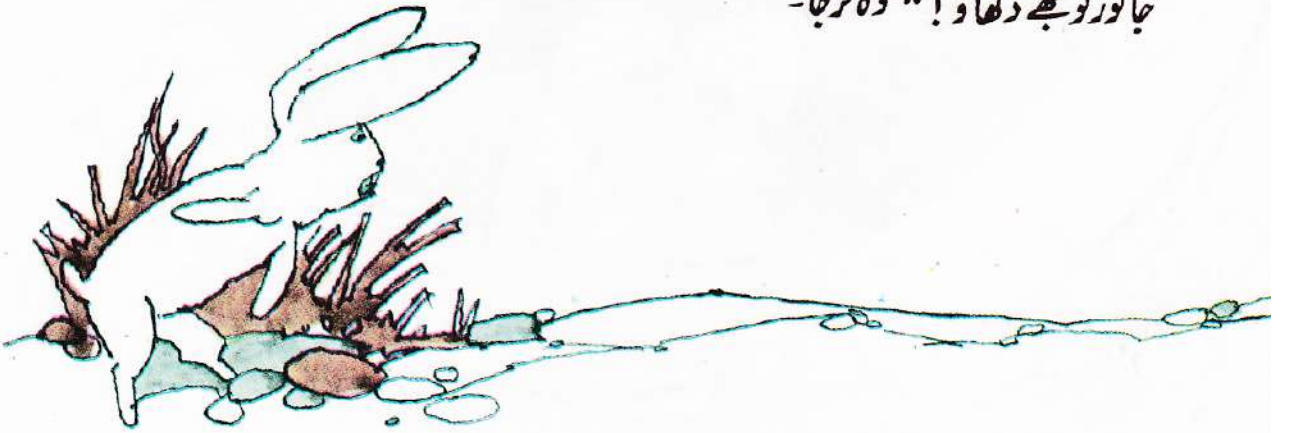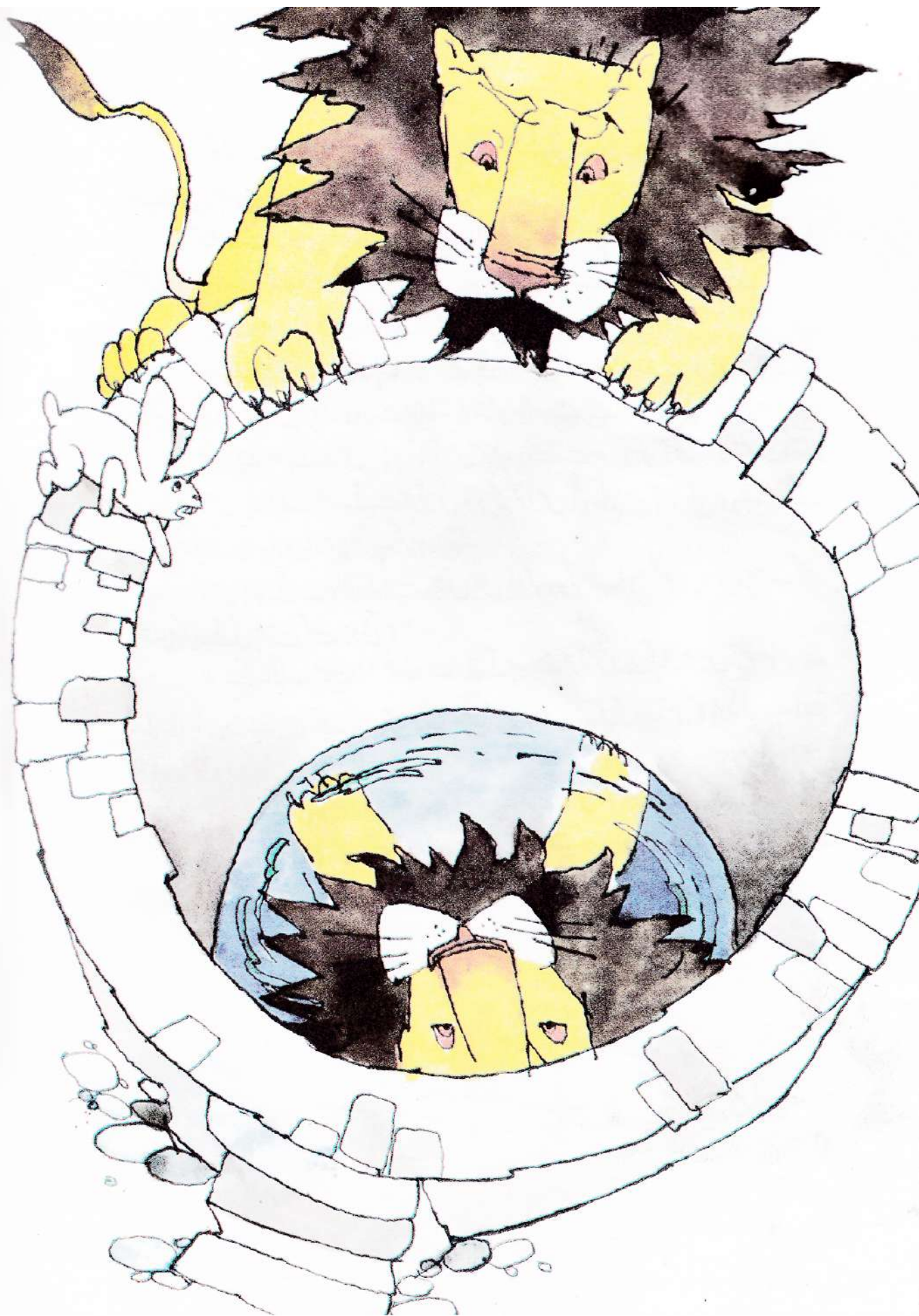
خرگوش نے اپنا سر ہلایا۔" نہیں نہیں بادشاہ سلامت، میں اس کے نزدیک جاتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ آپ بھی اس کے پاس جانے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کا اس سے کوئی مقابلہ نہیں۔"

"میں چین سے نہیں بیٹھوں گا، جب تک کہ اُسے ختم نہ کر ڈالوں۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔"

"عالی جاہ، وہ بہت طاقتور....." خرگوش نے کچھ کہنا چاہا لیکن شیر نے غصّے سے بات کاٹ۔

"بحث مت کرو۔ راستہ بتاؤ۔ نہیں تو میں تمھیں مار ڈالوں گا۔"

شیر اور خرگوش دونوں اس جگہ پہنچے جہاں ایک گہرا کنواں تھا۔ خرگوش نے دور سے کنویں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: " وہ وہاں نیچے رہتا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس سے لڑنے کا ارادہ نہ کریں۔"

شیر قریب آیا اور کنویں میں جھانک کر دیکھا تو اُسے اپنا سایہ گھورتا ہوا نظر آیا۔

" دیکھو مجھے کس طرح گھور رہا ہے۔" شیر نے سوچا اور پوری طاقت سے گرجا۔ اور اس کی گرج کی گونج نے اُسے جواب دیا۔ شیر غصّے سے پاگل ہو کر اپنے حملے کے لیے تیار ہوگیا۔ اس کے عکس نے بھی اس کا جواب دیا۔

غصّے میں بھرے ہوئے شیر نے ایک چھلانگ لگائی اور لڑھکتا ہوا کنویں میں جاگرا۔

"آہ!" کنویں کی گہرائی میں سے شیر کی ہلکی سی آواز آئی۔ پانی میں کچھ دیر تک ابھرنے کی کوشش کرتے رہنے کے بعد وہ ڈوب گیا۔

خرگوش نے کنویں میں جھانک کر دیکھا۔" وہ اب ہمیں پریشان نہیں کرے گا۔" اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے دوڑ کر دوسرے جانوروں کو بتایا کہ کیا کارنامہ انجام پا گیا ہے۔

بہت خوشیاں منائی گئیں۔ جنگل کے سارے جانور چھوٹے خرگوش کے گرد ناچنے لگے۔ انھوں نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور کہا کہ وہ ان کا ہیرو ہے۔ اس دن سے ہی خرگوش عقلمند کہلاتا ہے اور سب ہی جانور اپنے مسئلوں کے حل کے لیے اس کے پاس آتے اور مشورے لیتے ہیں۔

● برما کی کہانیوں میں خرگوش عقل کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔

سِوالُو گیدڑ اور ہاتھی

ایک دن ڈھلتی ہوئی دوپہر کو سِوالُو گیدڑ جنگل میں گھوم رہا تھا کہ اچانک وہ ایک ایسے ہاتھی کے قریب پہنچا کہ جو تھوڑی دیر پہلے مرگیا تھا۔ اس نے اس کے چاروں طرف چکر لگایا کہ اس کے مرنے کی وجہ معلوم ہو سکے اور جب اسے یہ یقین ہوگیا کہ ہاتھی اپنی موت مرا ہے تو اس نے فیصلہ کیا کہ اس کی دعوت اُڑائی جائے۔ اس کے لیے اس نے بہت کوشش کی کہ کھال نوچ کر الگ کردے لیکن وہ ایسا کر نہیں سکا۔

اچانک اس کے کانوں میں شیر کے قدموں کی آواز آئی۔ "میرا کھانا تو گیا۔" اس نے اپنے آپ سے کہا۔ لیکن وہ ان میں سے نہیں تھا جو بنا لڑے بھڑے آسانی سے ہار مان لیتے ہیں۔ جب شیر سامنے آیا تو گیدڑ نے بڑے احترام سے اپنے سر کو زمین پر ٹکایا اور کہا :

"جہاں پناہ! میرا چھوٹا سا تحفہ قبول کریں۔ میں آپ کی خاطر اس ہاتھی کا پہرا دے رہا تھا۔ مہربانی کر کے اِسے کھائیں۔" گیدڑ کی اس خوشامد سے شیر کو اپنی بڑائی کا احساس ہوا۔

"واہ بھئی واہ، مجھے وہ سب کچھ مل رہا ہے جو دوسرے کا حصّہ ہے۔" اس نے کہا۔ "میرے اچھے دوست، یہ ہاتھی تمھارا ہے۔ میں وہ کھانا نہیں کھاتا جسے دوسرے نے شکار کیا ہو۔" یہ کہہ کر شیر چلا گیا۔

سِوالوُ نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ دوبارہ اپنا کھانا شروع کرنے ہی والا تھا کہ اچانک وہاں ایک چیتا سامنے آگیا۔

"مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی۔" گیدڑ مُنہ ہی مُنہ میں بڑبڑایا۔ "اب میں اس بدمعاش کو کیسے چلتا کروں۔"

خوشامد سے شیر تو دھوکے میں آگیا لیکن چیتے کے ساتھ دوسرا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔ ایک دم اس کے ذہن میں یہ ترکیب آئی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ وہ تیز تیز قدموں سے چیتے سے ملنے کے لیے گیا۔ خوف سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اس نے کہا: "چچا جان آپ غلط موقع پر آئے ہیں۔ شیر نے ابھی ایک ہاتھی کا شکار کیا ہے اور مجھ سے یہ کہہ کر گیا ہے کہ میں اس کے آنے تک اس کی حفاظت کروں۔ شاید وہ چیتوں سے بہت ناراض ہے کیونکہ وہ مجھ سے یہ بھی کہہ گیا ہے کہ اگر کوئی چیتا آئے تو میں اُسے فوراً خبر کردوں۔"

"ہمارا قصور کیا ہے؟" پریشان چیتے نے پوچھا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے ایک ہاتھی کا شکار کیا تھا اور جیسے ہی اس نے اپنی پیٹھ موڑی تو کوئی چیتا وہاں آگیا اور اس شکار کو کھانے لگا اس لیے شیر نے قسم کھائی کہ اب وہ کسی بھی چیتے کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
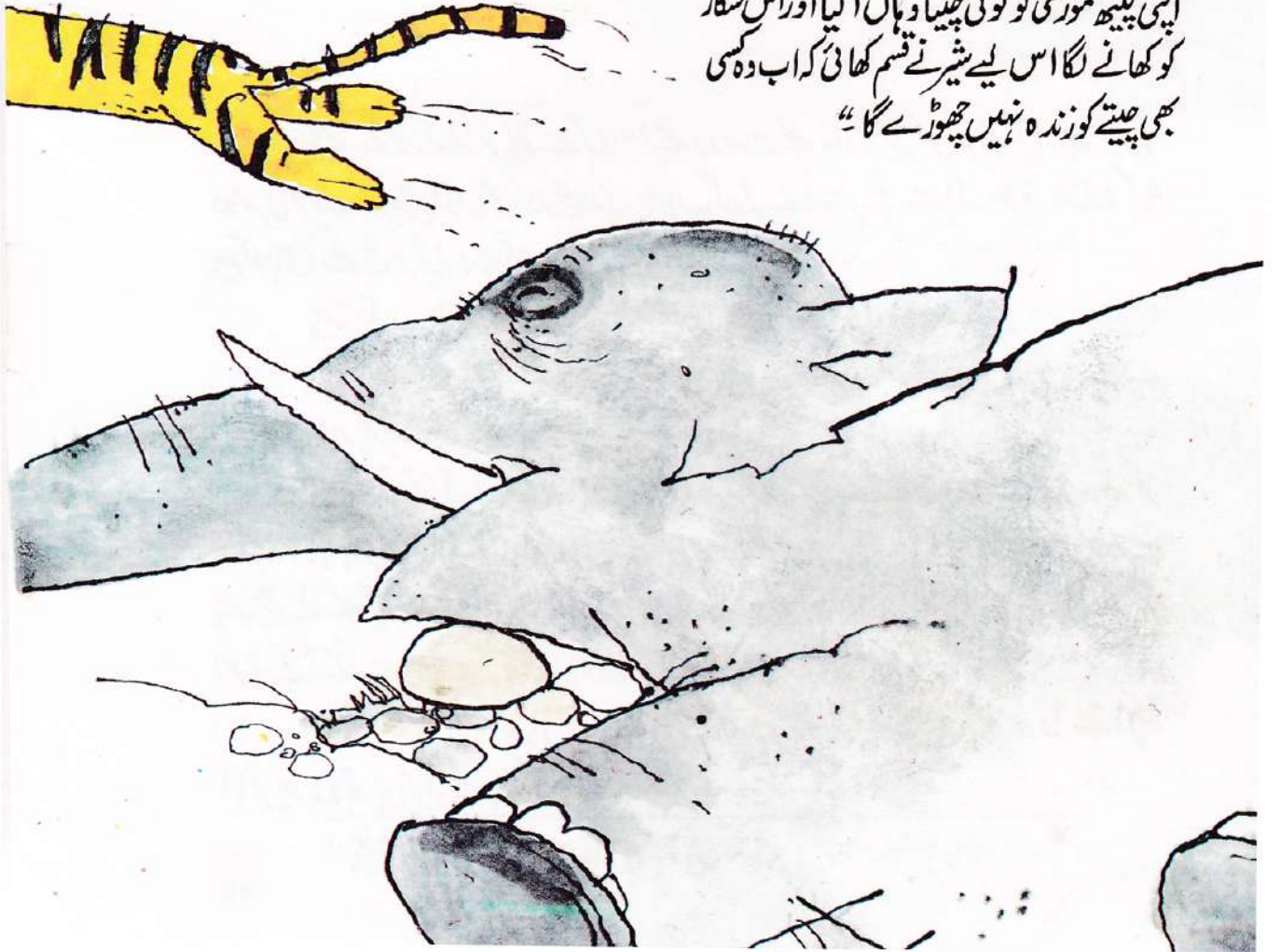
چیتے نے خوشامدانہ طریقے سے کہا: "اچھے دوست مجھے بتاؤ کہ شیر کس طرف گیا ہے میں دوسری طرف سے چلا جاؤں گا۔ اور جیسے ہی چالاک گیدڑ نے اسے پنجے سے ایک طرف اشارہ کیا، چیتا وہاں سے نو دو گیارہ ہوگیا۔

چیتا نظر سے غائب ہوا ہی تھا کہ موقع پر ایک گلدار[1] آگیا۔

"اوہ اب گلدار آگیا ہے۔ اس کے دانت بہت تیز ہیں۔ اس سے میں لاش کے ٹکڑے کراؤں گا اور پھر اسے بھگا دوں گا۔"

اس نے نئے آنے والے کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ "میرے اچھے دوست۔ تمھیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تمھارے آنے کا اس سے بہتر موقع نہیں ہوسکتا۔ یہاں ایک ہاتھی پڑا ہے جسے شیر نے شکار کیا تھا۔ میں اُس ہی کے لیے اِس کی حفاظت کر رہا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے آنے سے پہلے پہلے ایک دعوت اُڑا لو۔"

"نہیں۔ نہیں،" گلدار نے جواب دیا۔ "اگر شیر نے اپنے شکار میں مجھے مُنھ ڈالتے دیکھ لیا تو پھر وہ مجھ ہی کو شکار بنا ڈالے گا۔"

---

[1] چیتے کی ایک قسم جسے تیندوا بھی کہتے ہیں۔

"بزدل نہ بنو" گیدڑ نے کہا: "کیا میں تمھارا دوست نہیں ہوں؟ میں شیر کو دیکھتا رہوں گا اور جیسے ہی اس کے قدموں کی آواز آئے گی، تمھیں اطلاع دے دوں گا۔"

اس کی بات سے مطمئن ہوکر گلدار نے ہاتھی کی کھال کو بنا کسی تکلیف کے چیر دیا۔ جیسے ہی یہ ہوا، ایک دم گیدڑ چلایا "جلدی، جلدی! شیر آرہا ہے!"

گلدار نے دائیں دیکھا نہ بائیں اور ناک کی سیدھ میں تیر کی طرح دوڑ پڑا اور نگاہ سے اوجھل ہوگیا۔

اب اندھیرا ہو چلا تھا۔ اور جنگل پر تاریکی ایک سرمئی نقاب کی طرح چھانے لگی تھی۔ سِوالو نے خاموش اور اجاڑ جگہ کو چین سے دیکھا اور اپنے من پسند کھانے پر جُٹ گیا۔

● ہندوستانی جنگلوں میں بھی گیدڑ کی چالاکی بہت مشہور ہے۔

بنام سرکار

ایک بوڑھا شیر ایک پہاڑی غار میں اکیلا رہتا تھا۔ اس بیچارے کو جو آسانی سے مل جاتا وہ کھالیتا کیونکہ اب اس میں شکار کے لیے مارے مارے پھرنے کی طاقت نہیں رہی تھی۔ ایک دن گرمیوں کی دوپہر میں جب وہ اپنی اس کمزور حالت پر غور کر رہا تھا تو ایک ملاقاتی آیا۔

"جہاں پناہ۔ تسلیم" گیدڑ نے جھکتے ہوئے کہا: "آپ اتنے رنجیدہ کیوں نظر آرہے ہیں؟"

"میں روزانہ ایک ہی طرح کا کھانا کھاتے کھاتے تنگ آگیا ہوں"۔ شیر نے آہ بھر کر کہا۔ "مجھے سوّر کا تازہ گوشت کھائے ہوئے مدّت گزر گئی ہے۔ قصّہ یہ ہے کہ میں دور تک نہیں جا سکتا اور کوئی جنگلی جانور میرے غار تک آتا نہیں"۔

"میں یہاں کس لیے ہوں؟ میں ایک جنگلی سؤر آپ کے لیے حاضر کردوں گا۔" گیدڑ نے شیر سے پکّا وعدہ کیا۔

جنگل میں گھومنے پھرنے کے بعد آخر کار اسے ایک جنگلی سؤر درخت کے نیچے آرام کرتا ہوا مل ہی گیا۔ اس کے قریب جاکر گیدڑ نے کہا: "میں نے تمھیں ہر جگہ تلاش کیا۔"

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" سؤر نے پوچھا۔

گیدڑ نے پہاڑی غار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "تمھیں معلوم ہے کہ ہمارا بادشاہ بوڑھا ہوگیا ہے۔ وہ اب اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عزت کے لیے تمھیں پسند کرلیا گیا ہے۔" سؤر کو مشکوک دیکھ کر گیدڑ نے اسے اطمینان دلانے کے لیے کہا: "اگر تم کو میرا یقین نہیں ہے تو تم میرے ساتھ وہاں کیوں نہیں چلتے؟"

جنگلی سؤر چکنی چپڑی باتوں میں آگیا۔ "بلاشبہ بادشاہ بن جانا کوئی معمولی بات تو نہیں ہوتی" اس نے سوچا۔ "ذرا تصور کیجیے۔" اس نے اپنے آپ سے کہا: "تمام جانور میرے سامنے جھکیں گے!"

وہ جلدی سے اٹھا "میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔" اس نے کہا۔ پھر وہ دونوں ایک ساتھ شیر کے غار کی طرف چلے۔ جب وہ غار سے تھوڑی دور کے فاصلے پر تھے تو گیدڑ نے کہا: "اب تم خود جاؤ۔ جہاں پناہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی تم انھیں دیکھو تو آداب بجالانا اور بادشاہت حاصل کرلینا۔"

یہ سن کر جنگلی سؤر وہاں تک پہنچا ہی تھا کہ شیر کی اس پر نظر پڑی۔ وہ اٹھا اور اس پر جھپٹا۔ مرتا کیا نہ کرتا خوف سے لرزتے ہوئے جنگلی سؤر نے اپنے پنجوں سے شیر کو دھکا دیا۔ شیر پیچھے کی طرف گرا اور سؤر بھاگ کھڑا ہوا۔
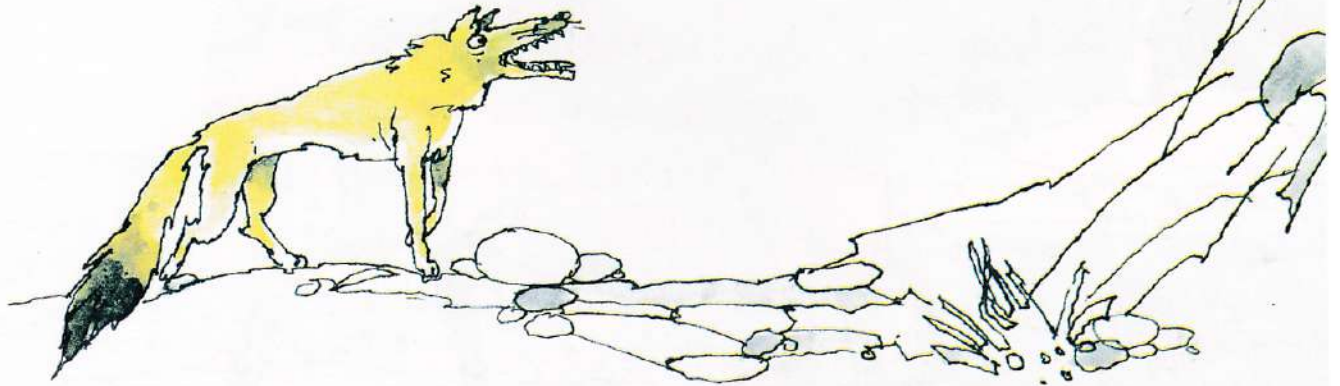
جنگلی سؤر کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر گیدڑ شیر کے پاس آیا۔

"آپ نے سؤر کو کیوں نہیں پکڑا؟" اس نے سوال کیا۔

بجھے دل سے شیر نے جواب دیا۔ "میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ میری غلطی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی چال ڈھال میں کچھ سُست ہو گیا ہوں۔ افسوس کہ اب مجھے کبھی جنگلی سؤر نہیں ملے گا۔"

شیر کے غم کو بھانپ کر گیدڑ نے کہا: "دن چھپنے سے پہلے میں اس جنگلی سؤر کو دوبارہ آپ کے پاس لے آؤں گا۔"

جس راستے پر جنگلی سؤر بھاگا تھا اسی پر چلتے ہوئے گیدڑ نے دیکھا کہ وہ دریا کے پاس رک گیا ہے۔ اس کی پھولی ہوئی سانس اور خوفزدہ نظروں سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ بیچارہ بے ہوش ہونے ہی والا ہے۔

"کیا ہوا؟ گیدڑ نے چلا کر پوچھا: "کیا تم پر بجلی گر رہی تھی جو تم اس طرح بھاگے چلے آئے؟"

"دوست تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔ تم وہاں نہیں تھے جو تم کو یہ معلوم ہوتا کہ مجھ پر کیا گزری؟"

"کیا ہوا؟" گیدڑ نے کہا۔

"تم بادشاہ بن جاتے اگر تم وہاں رک گئے ہوتے۔"

"اس طرح آگے بڑھ جہاں پناہ دراصل تمھیں احترام و عزت دے رہے تھے۔ اگر وہ تمھیں
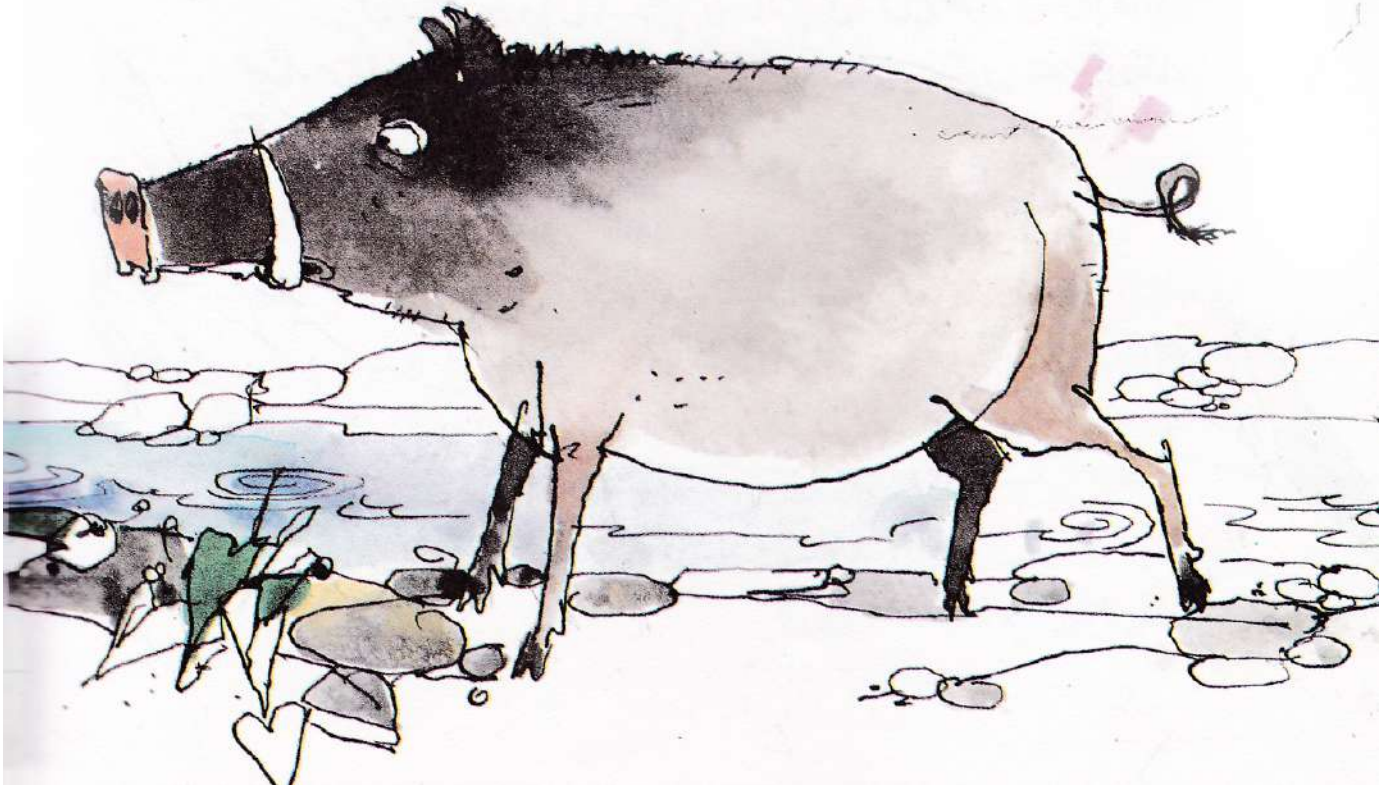
کھانا چاہتے تو کیا تم یہاں موجود ہوتے ۔۔۔؟"
جنگلی سوّر نے گردن ہلائی "غالباً تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اگر وہ مجھے کھانا چاہتا تو اتنی آسانی سے آنے نہ دیا ہوتا۔"
"میرے ساتھ آؤ۔ میں نے بادشاہ سلامت سے درخواست کی ہے کہ وہ تمھیں ایک موقع اور دیں۔" گیدڑ نے کہا۔
دونوں نے واپس اپنے قدموں کے نشانوں پر چلنا شروع کیا۔ جب وہ غار کے نزدیک تھے تو گیدڑ اپنے ساتھی کی طرف مڑا۔ "دوست! بنا کسی خوف کے جاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ وہ تم کو بادشاہت دے دیں۔"
دھیمے دھیمے چلتا ہوا جنگلی سوّر شیر کے پاس گیا اور اس کے احترام میں اپنا سر جھکا دیا۔ اس کی آنکھیں اب بھی زمیں دھنسی ہوئی تھیں کہ جب سامنے سے شیر جھپٹا۔ اس نے جنگلی سوّر کی گردن کو طاقت سے پکڑ کر مروڑ دیا اس کے بعد اس نے سر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ اطمینان کا سانس لیتے ہوئے شیر نے اس کا بھیجہ کھانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ گیدڑ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا: "نہیں۔"
"کیوں نہیں؟" شیر نے حیرت سے پوچھا۔
"کیا بادشاہ اس طرح کھاتے ہیں؟ آپ کے جسم پر خون کے دھبّے ہیں آپ پہلے دریا پر جائیے اور اپنے آپ کو صاف ستھرا کیجیے۔"

شیر اس کی بات مان گیا اور وہ نہانے کے لیے چلا گیا۔
جیسے ہی شیر نے کمر موڑی گیدڑ نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور جنگلی سوٗر کا بھیجہ کھا گیا۔ پھر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کہ کوئی چوکیدار اپنا فرض پورا کر رہا ہو۔
جب شیر صاف ستھرا ہو کر واپس آیا تو اس خیال سے کہ ایک شاندار کھانا اس کا انتظار کر رہا ہے، اس کی آنکھیں حرص اور خوشی سے دمک رہی تھیں۔ اس نے اپنے پنجوں سے اس کی کھوپڑی پکڑی اور بھیجہ کی تلاش میں اسے اِدھر اُدھر گھمایا۔
پھر حیرانی سے اس نے پوچھا "بھیجہ کہاں ہے ؟"
گیدڑ نے اس سے زیادہ حیرانی کا اظہار کیا۔ "کس کا بھیجہ ؟"
"ظاہر ہے جنگلی سوٗر کا بھیجہ !" شیر نے بے صبری سے کہا۔
گیدڑ ہنسا۔ "آپ کو خوب معلوم ہے کہ ایک بار موت سے بچنے کے بعد جنگلی سوٗر کبھی بھی آپ کی پکڑ میں نہ آتا، اگر اس کے بھیجہ ہوتا ؟ نہیں۔ نہیں ....." اپنے سر کو عقلمندی سے ہلاتے ہوئے گیدڑ نے کہا "جنگلی سوٗر کے بھیجہ نہیں ہوتا۔"

● سری لنکا کی کہانیوں میں گیدڑ چالاکی کا مظہر جانا جاتا ہے۔

دعوت کے ساتھی

بَہار کی ایک خوشگوار صبح کو تبت کی گھاٹی کے اوپری حصّے میں پرندے خوشی سے چہچہا رہے تھے اور جانور سردی کی لمبی قید سے آزاد ہوکر جیسے خوشگوار ہوا میں سانس لے رہے تھے۔ وہیں ایک بھوکا بھیڑیا بھی کھانے کی تلاش میں گھوم رہا تھا۔ آخرکار وہ ایک جوان جنگلی گدھے کیانگ کے پاس آیا جو تقریبًا ایک سال کا تھا اور نئی اُگی ہوئی گھاس چر رہا تھا۔

"اوہ۔ یہ بہت عمدہ کھانا رہے گا!" بھیڑیے نے سوچا اور وہ اس پر چھلانگ لگانے ہی والا تھا کہ کیانگ نے اس کی موجودگی کو محسوس کرلیا۔

"چچاجان، مہربانی کرکے مجھے ابھی نہیں کھائیے۔" وہ غریب جانور گڑگڑایا۔ "میں سخت سردی کے بعد دُبلا ہوگیا ہوں۔ لیکن خزاں کے آنے تک میں اپنی جسامت سے دوگنا ہوجاؤں گا اور تب آپ کے لیے میں ایک عمدہ دعوت بن سکوں گا۔"

بھیڑیا مان گیا اور اس نے کہا "چھ مہینے کے بعد مجھ سے اسی جگہ ملو۔"

جب موسم خزاں آیا تو بھیڑیا کیانگ سے ملنے کے لیے روانہ ہوگیا۔ پہاڑیوں میں جاتے
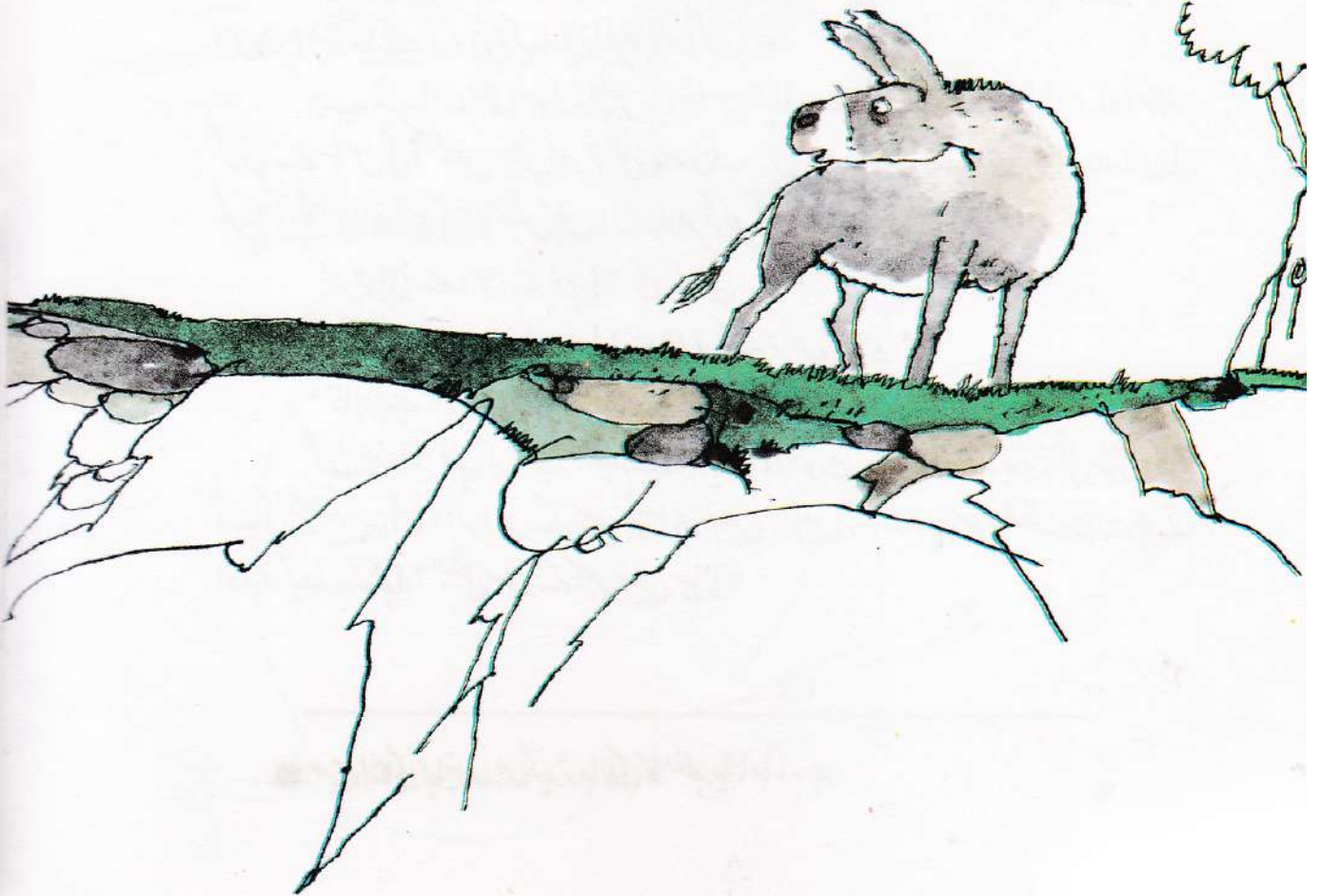
ہوئے اس کی ایک لومڑی سے ملاقات ہوئی۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تم بہت جلدی میں ہو۔" لومڑی نے کہا اور پوچھا۔ "تم کہاں جا رہے ہو؟"

"آج میرا ایک موٹے کیانگ سے ملاقات کا وقت مقرر ہے۔" بھیڑیے نے جواب دیا اور اُسے بتایا کہ کس طرح اس نے چھ مہینے پہلے ملاقات کا یہ وقت مقرر کیا تھا۔

لومڑی نے یہ پسند نہیں کیا کہ وہ پیچھے رہ جائے۔ "ایک کے کھانے کے لیے کیانگ کافی بڑا جانور ہے۔ کیا میں تمھارے ساتھ چل کر اس دعوت میں شریک ہو سکتی ہوں؟"

"آؤ میرے ساتھ۔" بھیڑیے نے جواب دیا اور وہ دونوں ساتھ ساتھ روانہ ہوگئے۔

راستے میں انھیں ایک جنگلی خرگوش ملا۔ اس نے پوچھا۔ "سنو، تم دونوں کہاں جا رہے ہو؟"

بھیڑیے نے اُسے پوری بات بتائی۔ خرگوش کو کیانگ کے لیے افسوس ہوا۔

"زندگی کتنی اچھی لگتی ہے! پہاڑوں میں گھومنا اور ہرے بھرے میدانوں میں چرنا۔ وہ معصوم کیانگ بھلا کیوں ان خود غرض جانوروں کی خوراک بنے؟" خرگوش نے کیانگ کو بچانے کا

فیصلہ کیا۔ لیکن اسے محتاط رہنا چاہیئے تاکہ ظالموں کو کوئی شبہ نہ ہو سکے۔

"کیانگ ایک بہت بڑا جانور ہے۔ پورے کو کھاؤ گے تو تم بیمار ہو جاؤ گے" خرگوش نے کہا۔ "کیا میں بھی تمھارے ساتھ چل سکتا ہوں؟"

"ہمیں خوشی ہوگی" بھیڑیے نے جواب دیا۔

پھر یہ تینوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

جب وہ ملاقات کی جگہ پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ جوان کیانگ ایک درخت کے نیچے ان کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کی آنکھوں میں اُداسی چھائی ہوئی تھی لیکن وہ بڑا اور موٹا ہو گیا تھا۔ بھیڑیے نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور اس کی آنکھیں لالچ سے چمکنے لگیں۔

"اس طرف دیکھو۔ ہم لوگوں کے لیے یہ ایک شاندار دعوت ہے" اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور جیسے ہی بھیڑیے نے کیانگ کی گردن پکڑی تو ایک دم خرگوش نے کہا: "یہ ایک گھٹیا حرکت ہے میرے دوستو۔ ایک جوان کیانگ کو مارنے کا یہ بھدا طریقہ ہے۔ کیا تمھارے خیال میں یہ بہتر نہیں ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ اس طرح اس کا سلامت جسم ہمیں مل جائے گا" ان دونوں کو یہ بات پسند آئی۔
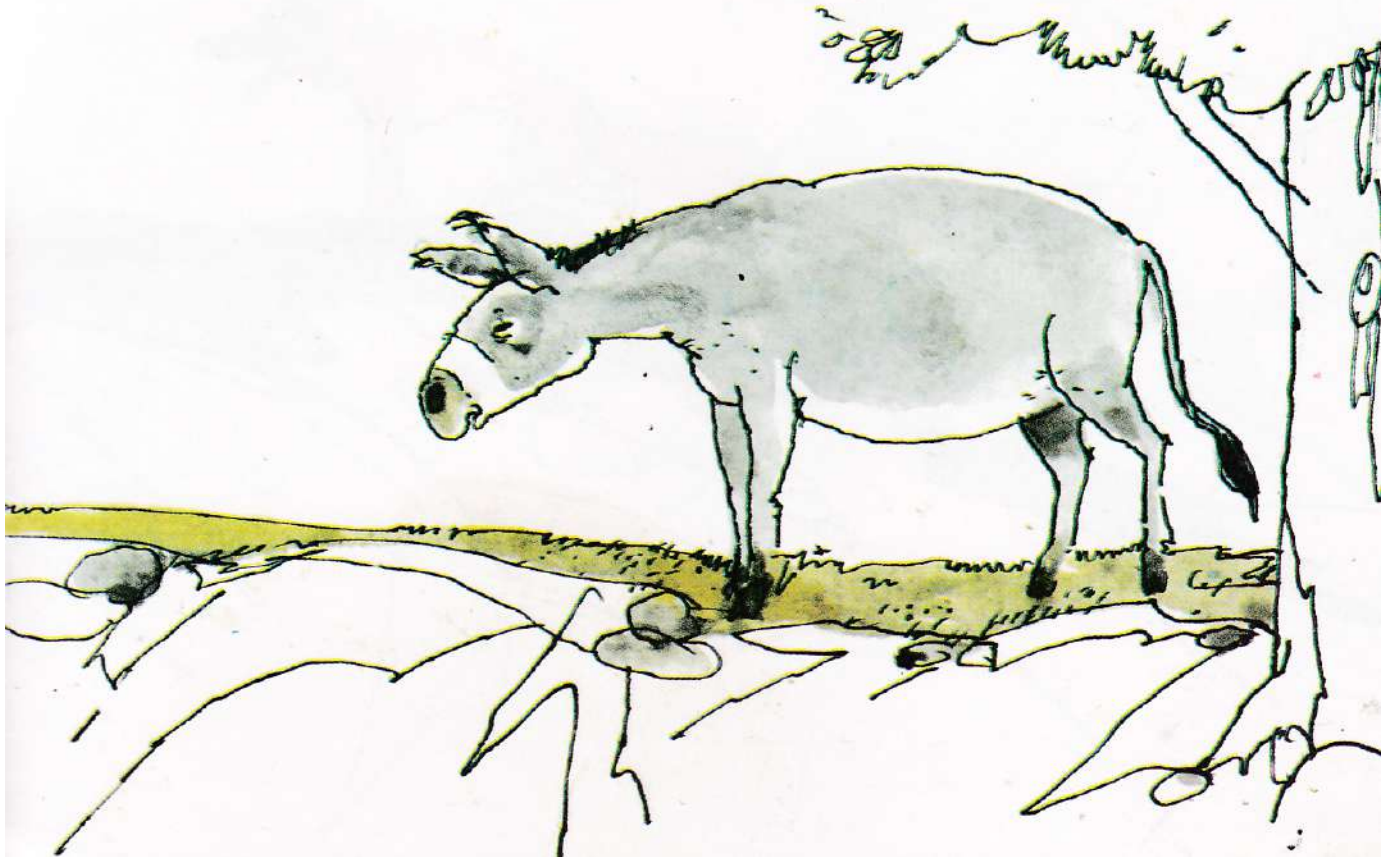
”تمام انتظام مجھ پر چھوڑ دو۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک چرواہے کی جھونپڑی ہے میں وہاں جاؤں گا اور اس سے ایک رسی مانگ کر لے آؤں گا۔“

خرگوش وہاں سے چلا گیا اور ایک لمبی رسی لے کر واپس آیا۔ اس نے ایک بڑی پھسلواں گرہ ایک طرف لگائی اور دو چھوٹی پھسلواں گرہیں دوسرے سرے پر لگائیں۔

”اب ذرا غور سے سنو۔“ اس نے کہا۔

”کیانگ بہت مضبوط جانور ہے اس لیے ہم تینوں مل کر اس کا گلا گھونٹیں گے۔ ہم یہ بڑا پھندا اس کے گلے میں ڈال دیں گے اور آپ دور کھڑے ہو کر یہ چھوٹے پھندے پکڑے رہیں۔ میں بیچ میں رہوں گا اور اس کے کھُلے حصّے کو مضبوطی سے پکڑے رہوں گا۔ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں تم زور سے کھینچ لینا۔“

یہ کہہ کر اس نے بڑا پھندا کیانگ کی گردن میں ڈال دیا اور چھوٹے پھندے بھیڑیے اور لومڑی کی گردن میں ڈال دیے اور اپنے دانتوں سے بیچ کی کھلی ڈوری پکڑ لی پھر خرگوش

نے چیخ کر کہا: "کھینچو۔ کھینچو۔"

جانوروں نے ایسا ہی کیا۔ کیانگ چند قدم اور آگے آگیا۔ بھیڑیے اور لومڑی نے محسوس کیا کہ وہ زمین پر کھنچ رہے ہیں اور ان کے پھندے تنگ ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا دم گھٹنے لگا۔

"زور سے کھینچو"، خرگوش نے پورا دم لگا کر کہا اور اپنی رسی چھوڑ دی۔ بھیڑیا اور لومڑی منھ کے بل نیچے آ رہے اور یہاں تک کہ دم گھٹ کر موت کا شکار

ہو گئے۔

خرگوش نے کیانگ کی گردن میں سے پھندا نکالا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بہت خوش تھا کہ اس نے آج ایک نیک کام کیا ہے۔

● تبّت کے اونچے علاقوں میں خرگوش، کمزوروں کا مددگار سمجھا جاتا ہے۔
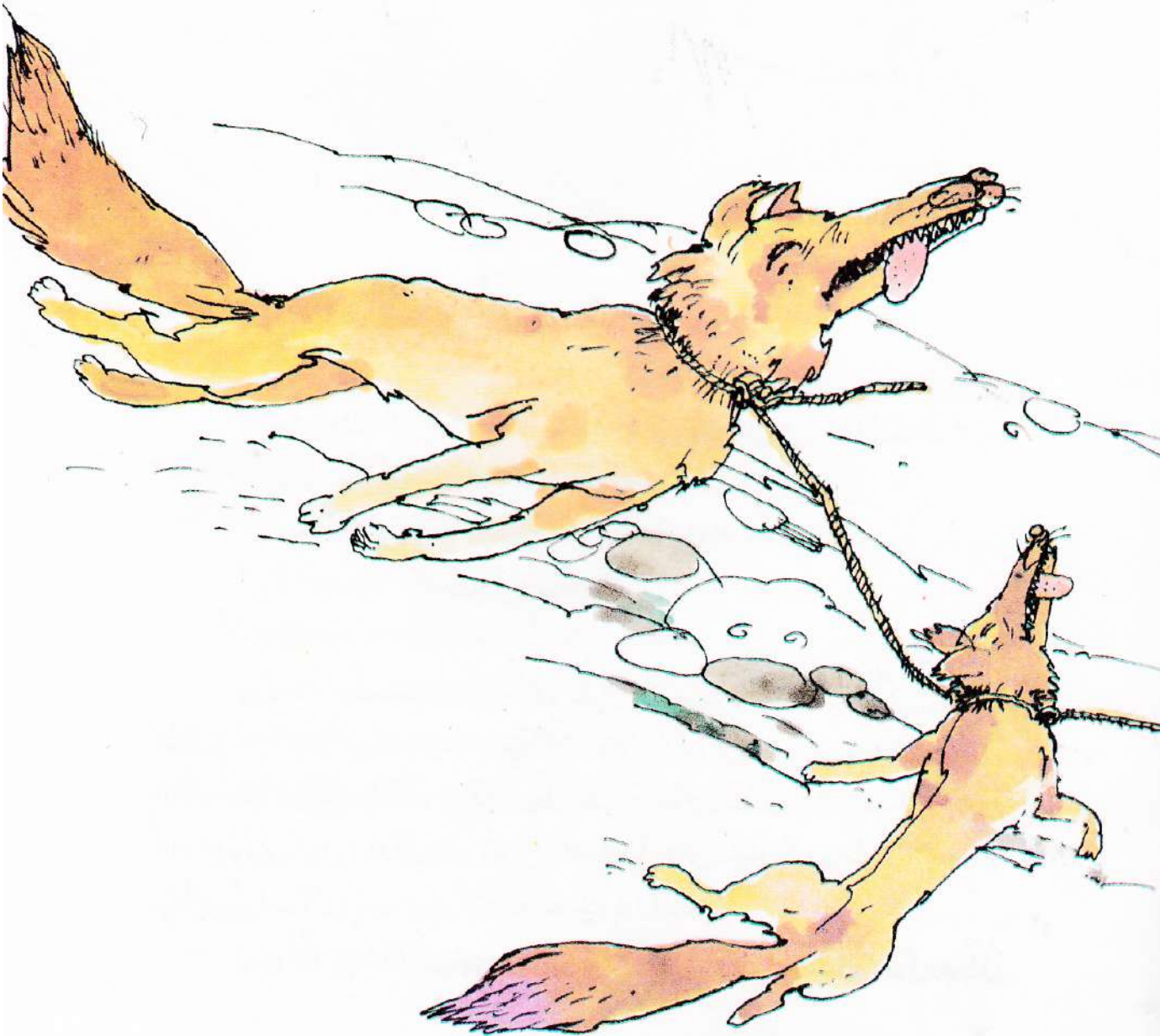
پے لین ڈوک ـــــ ایک راہ نما

ایک مرتبہ دو آدمی ایک کلہاڑی کے لیے لڑ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا:
"میری کلہاڑی جو تم نے پچھلے سال مجھ سے ادھار لی تھی وہ کہاں ہے؟"
"میں نے تمھیں بتایا تھا کہ اُسے کیڑے کھا گئے۔" دوسرے نے جواب دیا۔
"یہ ناممکن ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"
"یہ سچ ہے۔"

وہ بحث کرتے رہے اور جب کسی نتیجے پر نہیں پہنچے تو انھوں نے طے کیا کہ بادشاہ سلیمان کے پاس جائیں اور ان سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرائیں۔ وہ دونوں انصاف کے لیے بادشاہ کے پاس پہنچے۔ بادشاہ نے دونوں کی بات بہت غور سے سنی اور ان سے کہا کہ اگر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں۔ دونوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ پے لین ڈوک نامی ایک ہرن کو مشورہ کے لیے بلا لیا جائے۔

ہرن فوراً ہی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے جھگڑے کی وجہ بتائی

اور اس سے مشورہ چاہا -

" بادشاہ سلامت ! میں معافی چاہتا ہوں - میں بہت جلدی میں آیا ہوں "

اس نے کہا - " میں پہلے آپ سے نہانے کے لیے جانے کی اجازت چاہتا ہوں "

بادشاہ نے ہاں میں گردن ہلائی اور کہا : " جاؤ مگر جلدی آنا "

پے لین ڈوک نہانے کے لیے قریب ہی دریا کی طرف چل پڑا اور راستے میں وہ ایک ایسی صاف جگہ پر آیا کہ جہاں گھاس کو جلا دیا گیا تھا - اس نے اس جگہ پر اپنے آپ کو گرا لیا اور جلی ہوئی راکھ پر لوٹ لگائی اور پھر واپس بادشاہ کی طرف چل دیا -

" یہ کیا ہے " سلیمان بادشاہ نے اسے دیکھ کر کہا - " لوگ نہانے کے بعد صاف ہو جاتے ہیں - لیکن تم اپنے آپ کو دیکھو ! "

پے لین ڈوک نے جواب دیا : " جہاں پناہ - جب میں دریا پر پہنچا تو اس میں آگ لگی ہوئی تھی - اس ڈر سے کہ وہ آپ کے محل تک نہ پہنچ جائے ، میں اسے بجھانے کے لیے اس میں کود پڑا - یہی وجہ ہے کہ میں راکھ میں بھرا ہوا ہوں "

بادشاہ اور اس کے وزیروں نے ہرن کو شک کی نظر سے دیکھا۔ انھوں نے اپنی زندگی میں ایسی بے پر کی کہانی نہیں سنی تھی۔

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمھاری بے تکی کہانی پر یقین کر لوں گا؟" بادشاہ نے کہا۔

"یہ سچ ہے سرکار" پےلین ڈوک نے جواب دیا۔

بادشاہ بہت ناراض ہوا" بدتمیز! اس نے یہ ہمّت کیسے کی کہ عظیم بادشاہ سلیمان کے ساتھ مذاق کرے؟"

بادشاہ کی آواز سخت تھی" ہرن! میں تم کو تنبیہہ کرتا ہوں کہ یہ تمھارے مذاق کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں کسی سے بھی پوچھو کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔"

تعظیم سے جھکتے ہوئے ہرن نے جواب دیا" جہاں پناہ! اگر آپ اور یہاں پر موجود تمام لوگ میری بات کا یقین نہیں کر رہے ہیں تو کیا آپ کلہاڑی مانگ کر لے جانے والے کا یقین کریں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ دریا میں آگ نہیں لگ سکتی تو کیا یہ ممکن ہے کہ کیڑے کلہاڑی کھا جائیں؟"

بادشاہ خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ پے لین ڈوک کا کیا مطلب ہے۔ یہ دن کی روشنی کی طرح صاف تھا۔ ظاہر ہے کلہاڑی مانگ کر لے جانے والا جھوٹا تھا۔ سلیمان بادشاہ نے کلہاڑی مانگ کر لے جانے والے آدمی کو حکم دیا کہ وہ بغیر دیر کیے، کلہاڑی اس کے مالک کو واپس کر دے۔

ہرن پےلین ڈوک کی مدد سے خوش ہو کر بادشاہ نے اسے بہت سے انعامات دیے اور جنگل کا جج بنا دیا۔ اس دن کے بعد سے یہ پےلین ڈوک ہی تھا کہ جو بادشاہ سلیمان کے پاس آئے ہوئے معاملات کے فیصلے کراتا تھا۔

- ملیشیا کے جنگلوں میں پےلین ڈوک کی عقلمندی اور ظرافت کا کوئی ثانی نہیں۔

چونے کا مقدّس گڈھا

ایک روز کانچل ہرن ایک کسان کے گھر کے پاس سے گزر رہا تھا۔ کسان اور اُس کی بیوی دھان کے کھیتوں میں کام کرنے گئے ہوئے تھے۔ ان کے مکان کا سامنے والا دروازہ چوپٹ کھلا پڑا تھا۔ کانچل گھر میں جھانکنے سے اپنے آپ کو نہ روک سکا۔ جھانکتے ہی وہ ایک دم ناچ اٹھا۔ وہاں کیلے کا ایک تازہ کیک بنا رکھا تھا جو کیلے کے پتوں میں ہی لپٹا ہوا تھا۔ کانچل پنجوں کے بل اندر گیا اور ایک ٹکڑا کاٹ لیا۔ اسے اس کا ذائقہ بہت اچھا لگا۔ اس نے ایک اور ٹکڑا کاٹا اور پھر ایک اور۔ آخر کار اس نے کیک اٹھایا اور باہر آگیا۔ اور چلتے چلتے کھاتا بھی گیا۔ وہ کھانے میں اتنا مگن تھا کہ یہ جانے بغیر کہ وہ کہاں جا رہا ہے، وہ کسان کے چونے کے گڈھے میں سر کے بل گر پڑا۔

اس نے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن گڈھا بہت گہرا تھا۔ پھر وہ بیٹھ کر سوچنے لگا۔ کافی وقت گزرنے کے بعد ماتیجن شیر نے گڈھے کے کنارے سے جھانکا۔ کانچل نے کیلے کا خالی پتہ اپنی آنکھوں کے سامنے کرلیا اور جان بوجھ کر اس کو گھورنے لگا۔ "تو ہان۔ تو ہان۔"

"تم خدا کا نام کیوں لے رہے ہو؟" شیر نے پوچھا۔

کانچل ایسا بن گیا جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔ وہ مسلسل کیلے کے پتے کو گھورتا رہا جیسے کچھ پڑھ رہا ہے۔

"آج نجات کا دن ہے۔ جو اس مقدّس گڈھے میں پناہ لیں گے، صرف وہی زندہ بچیں گے۔

تو ہان - توہان !"

" کون کہتا ہے آج نجات کا دن ہے ؟ "

کاپخل نے اوپر کی طرف دیکھا: " کیا تمھیں نظر نہیں آرہا ہے کہ میں مقدّس کتاب میں سے پڑھ رہا ہوں "۔ اس نے جھنجھلاہٹ سے کہا " تم کیوں خلل ڈال رہے ہو ؟ " اور پھر اپنے پڑھنے کا سلسلہ جاری کردیا ۔" اس دن جب سورج آدھا نظر آئے گا اور ہوا اپنا زور دکھائے گی اس دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا - دیکھو صرف آدھا سورج نظر آرہا ہے اور ہوا کی آواز سنو- ہاں- آج ہی نجات کا دن ہے- صرف وہ جو اس مقدّس چونے کے گڈھے میں پناہ لیں گے، بچ سکیں گے "۔

شیر نے ڈر کے مارے کانپنا شروع کیا " کیا میں بھی گڈھے میں آسکتا ہوں ؟ "

" نہیں - تم صاف نہیں ہو " کاپخل نے جواب دیا -

" لیکن میں ہوں "

" نہیں - تم ہر وقت چھینکتے رہتے ہو- چھینکنا اس مقدّس جگہ کی بے حرمتی ہے "

" میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نہیں چھینکوں گا "

کاپخل نے پھر اپنے کیلے کے پتّے میں پڑھنا شروع کیا " وہ جو چھینکنے سے مقدّس جگہ کو گندا کرے اُسے باہر اُٹھا کر پھینک دینا چاہیئے "

" میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نہیں چھینکوں گا "، شیر نے جواب دیا اور نیچے کود پڑا -

" مجھے پریشان مت کرو "، کاپخل نے کہا اور پڑھنا شروع " توہان - توہان - ہمیں تباہی سے بچالو "

جنگلی سوّر بابی نے گڈھے کے کنارے کھڑے ہوکر دیکھا " نیچے توہان، کا نام کون لے رہا ہے ؟ " اس نے پوچھا :

" آج نجات کا دن ہے "، شیر نے جواب دیا " کاپخل نے یہ مقدس کتاب میں پڑھا ہے - جو اس مقدّس گڈھے میں رہیں گے، وہ تباہ نہیں ہوں گے "

بابی سوّر خوفزدہ ہوگیا -" میں آپ کا ساتھ دینے نیچے آرہا ہوں "

" نہیں " کاپخل نے جواب دیا " تم ہمیشہ چھینکتے رہتے ہو- مقدّس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو چھینک کر کسی پاک جگہ کی بے حرمتی کرتا ہے اُسے اٹھا کر باہر پھینک دینا چاہیئے "

" میں نہیں چھینکوں گا- میں قسم کھاتا ہوں " جنگلی سوّر نے کہا اور گڈھے میں آگیا -

" ہمیں بچاؤ - توہان ! توہان !! " کیلے کے پتّے پر نگاہیں جمائے ہوئے کاپخل نے عبادت جاری رکھی-

"نیچے وہاں توہان کا نام کون لے رہا ہے ؟ "
اوپر دیکھتے ہوئے شیر اور جنگلی سوّر کو یہ معلوم ہوا کہ گدجا ہاتھی نیچے جھانک رہا ہے۔
" آپ سب کیوں چھپ رہے ہیں ؟ " اس نے پوچھا۔
" کانچل نے مقدّس کتاب میں پڑھا ہے کہ آج قیامت کا دن ہے۔ صرف وہی تباہی سے بچ سکیں گے، جو اس مقدّس چونے کے گڈھے میں پناہ لیں گے "
گدجا ہاتھی خوف سے لرز اٹھا۔ " میں بھی نیچے آرہا ہوں ! " اس نے کہا۔
" نہیں۔ نہیں۔ نہیں " اندر کی طرف سے فوراً تینوں چیخے۔
" تم صاف نہیں ہو۔ تم بہت زیادہ چھینکتے ہو۔ مقدس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو چھینک کر پاک جگہ کی بے حرمتی کرے کا اسے اٹھاکر باہر پھینک دیا جائے "
" مہربانی کر کے مجھے نیچے آنے دیجیئے۔ " گدجا ہاتھی نے درخواست کی " میں نہیں چھینکوں گا۔ میں اپنی سونڈ پر کھڑا ہو جاؤں گا تاکہ میں چھینک ہی نہ سکوں "
گدجا ہاتھی کو نیچے آنے کی اجازت دیدی گئی اور یہ چاروں ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ گئے جب کہ کانچل نے اپنی آنکھوں کے سامنے پتّے کو پکڑے رکھا اور " توہان توہان" پڑھتا رہا۔
اچانک وہ رک گیا اور اپنی ناک پکڑ لی۔
" خدا کرے ایسا نہ ہو ! " اس نے کہا۔ " خدا کرے ایسا نہ ہو و . . . اچ - چھی ! "
" اس نے مقدّس جگہ کی بے حرمتی کی ہے " جانور غصّے سے چیخے اور کانچل کو اٹھا کر چونے کے گڈھے سے باہر پھینک دیا۔

● انڈونیشیا کے جنگلوں میں کانچل کی ذہانت بہت مشہور ہے

Printed at: Gita Offset Printers Pvt. Ltd., New Delhi-110020